تمنّا اجتہادی کا ایک مشہور قطعہ اور ایک معرکۃ الآرا منقبت

محترمہ ادیبہ بنت زہراء نقوی ندیٓ الہندی صاحبہ
معلمۂ جامعۃ الزہراء، لکھنؤ

(۱) خون دل کی تقسیم

لسان الشعراء مولانا سید مجاور حسین تمنّا جائسی مرحوم (متولد ۱۳۰۳ھ متوفی ۲۴؍رجب ۱۳۵۹ھ شب جمعہ) کا یہ مشہور قطعہ اگرچہ پہلے بھی بہت مرتبہ اخبارات ورسائل میں شائع ہو چکا ہے اور بہت سے اردو کے صاحبان کمال (ادباء وشعراء) اس قطعہ کی تعریف وتوصیف تحریر کر چکے ہیں مثلاً ہندوستان کے مشہور شاعر، ادیب، عالم اور محقق مولانا مرزا محمد ہادی المتخلص بہ مرزاؔ لکھنوی مرحوم مصنف مرقع لیلیٰ ومجنوں و پروفیسر عربی وفارسی مشن کالج گولہ گنج لکھنؤ رقم طراز ہیں کہ: ''جناب مولانا سید مجاور حسین صاحب تمنّا برادر وجانشین حضرت مولانا جاوید اجتہادی مرحوم کے ان اشعار کا مثل نہیں ہے اور شاعری میں آپ اپنے برادر مرحوم کے قدم بقدم اور ان کے یادگار رہیں۔'' تمنّا مرحوم کی غزل کے صرف اس ایک شعر کو پڑھ کر ان کے غزلیہ رنگ کو سمجھا جا سکتا ہے:

کہیں سے تم کہیں پہنچوگے اشکوں کی روانی میں
تمنّا گھر سے کیوں نکلے ہو اس آفت کے پانی میں

تمنّا، شاعر امی سید صادق علی ''چھنگا صاحب'' حسینؔ جائسی (متولد ۱۲۹۱ھ، متوفی ۱۸؍جولائی ۱۹۳۲ء مطابق ربیع الاول ۱۳۵۰ھ) کے حقیقی بھائی ہیں۔ حسینؔ اس ذات کا نام ہے جس کے لئے دولہا صاحب عروجؔ نے بھری مجلس میں فرمایا تھا: ''حسین تم فخر ہندوستان ہو۔'' چھنگا صاحب کا مرثیہ ''آج مقتل میں عجب بے سروساماں ہیں حرم'' دس محرم کو پوری دنیا میں پڑھا جاتا ہے۔ چھنگا صاحب کی غزل کا ایک ہی شعر پیش ہے جس سے مرحوم کے بھرپور تغزل کا کافی حد تک درک کیا جا سکتا ہے:

کھینچا ہے جو ناوک تو سرک جاؤ اِدھر سے
اب خون نہیں آگ نکلتی ہے جگر سے

(۲) منقبت

یہ وہی مشہور مدحیہ اشعار ہیں جنھیں تمنّا کی حیات میں بلکہ ان کی رحلت کے بعد بھی جہاں جہاں شیعیان حیدر کرار اردو میں محافل ومجالس کرتے تھے ایک عرصے تک بچے بچے کو زبان زد رہ چکے ہیں۔ شاید ہی ہندوستان کا کوئی ایسا شیعی اخبار یا جریدہ ہو جس نے ان اشعار کو شائع نہ کیا ہو۔ زمانے

کے بعد یہ قطعہ ومنقبت کنیز دراہلبیت علیہم الصلوٰۃ والسلام　　قارئین ماہنامہ ''شعاع عمل'' کے نذر نظر کررہی ہے:

قطعہ (خون دل کی تقسیم)

خون کی اول تو دل میں پہلے ہی سے تھی کمی　　اور کچھ تھا بھی تو یوں وہ صرف بیجا ہوگیا
لے لیا فکروں نے کچھ، کچھ ہوگیا غصے کی نذر　　بچ رہا اس پر بھی جو وہ غم کا حصّا ہوگیا
کم ہوا امراض سے کچھ، سوز دل سے کچھ جلا　　کچھ لہو پانی تو کچھ غم سے پسینا ہوگیا
خوف عصیاں سے گھٹا کچھ، کم ہوا گریہ سے کچھ　　کچھ رہا آنکھوں میں کچھ دامن کا دھبّا ہوگیا
چند قطرے خون کے نوک مژہ پر جم رہے　　چند آنسو گر کے اک طوفان برپا ہوگیا
جوش وحشت میں پیا کچھ نشترِ فصّاد نے　　کچھ نگاہِ ناز کا آخر میں حصّا ہوگیا
مختصر یہ ہے کہ اک قطرہ بھی اب باقی نہیں　　دل ہمارا کیا ہوا گویا تماشا ہوگیا

منقبت امیرالمومنینؑ

زیارت سب ملک کرتے ہیں بے تاخیر حیدرؑ کی　　زہے عزت فلک پر بھی ہے اک تصویر حیدرؑ کی
یہی باعث ہے جو بجلی تڑپتی پھرتی ہے ہر سو　　کہ اس نے دیکھ لی تھی ایک دن شمشیر حیدرؑ کی
نگاہوں کے ٹھہرنے کا یہ باعث ہے دمِ آخر　　کہ ان سے صاف یوں کھنچتی نہ تھی تصویر حیدرؑ کی
خموشی ان بتوں کی خاص اک اقرار وحدت ہے　　خدا کے گھر میں سن لی تھی کبھی تقریر حیدرؑ کی
ہوئی معراج ان کو، ہاتھ نکلا ان کا پردے سے　　وہ تھا اعزاز احمدؐ کا یہ تھی توقیر حیدرؑ کی
انھیں کے واسطے خورشید نے دو بار کی رجعت　　زہے رتبہ چمکتی جاتی تھی تقدیر حیدرؑ کی
شرفیاب زیارت ہیں ملک بھی مثل کعبے کے　　زمیں پر ایک، اک ہے عرش پر تصویر حیدرؑ کی
غلامان علیؑ نازاں نہ ہوں کیوں اپنے آقا پر　　کہ جنت نام ہے جس کا وہ ہے جاگیر حیدرؑ کی
خدا کا زور دست مہدی ہادیؑ میں تھا اتنا　　کہ لے لی قوتِ میراث سے شمشیر حیدرؑ کی

تمنّا آتشِ دوزخ جلا سکتی نہیں مجھ کو
کھنچی ہے صفحۂ دل پر مرے تصویر حیدرؑ کی